پاکستان کسان مزدور تحریک

نیوز لیٹر

ایڈیٹوریل ٹیم : علی اکبر، راجہ مجیب، ظہور جوئیہ اور عذرا طلعت سعید

جنوری تا جون 2013 جلد نمبر 3 شمارہ نمبر 1

ترقی کا جھانسہ۔۔۔!

دنیا میں بھوک بڑھ رہی ہے، غربت کی لکیر کے نیچے رہنے والی عوام کی تعداد کم ہونے کے بجائے اوپر جارہی ہے، بیروزگاری میں اضافہ ہورہا ہے، قرض چکانے اور پیٹ پالنے کے لیے مزدور و کسان اپنے بچوں کو بیچ رہے ہیں یا زندگی سے اکتا کر اجتماعی خودکشیاں کررہے ہیں۔ چوری، ڈکیتی، مار دھاڑ، قتل و غارت کے واقعات معمول بن گئے ہیں جن کو سن کر سوائے معمولی تشویش کے اب اور کوئی ردعمل نہیں آتا۔ انسان اتنا بے حس کیوں اور کیسے ہوگیا ہے؟ اس پر سوچنا سب کی ذمہ داری ہے لیکن ساتھ ساتھ یہ فکر اشد ضروری ہے کہ اس طرح کے حالات کیونکر پیدا ہوئے ہیں۔ خاص طور پر ہمارے ملک میں معاشی بدحالی اتنی تیزی سے کیوں بڑھ رہی ہے جبکہ پوری دنیا سے پیسہ بٹورا جاتا ہے، عوام کے نام پر امداد اور قرضے لیے جاتے ہیں، ترقی کے نام پر کئی سالوں سے نئی صنعتیں لگائی جارہی ہیں لیکن نتیجہ الٹ ہے۔ پھر یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ جو منصوبہ بندی کی گئی وہ ٹھیک نہیں۔ خوشحالی کے لیے اٹھائے گئے اقدامات بدحالی کی طرف بڑھ گئے۔ دنیا کو اپنی مرضی کے مطابق چلانے والے، پوری دنیا میں لوگوں کی شراکت پر زور دینے والے، عوام کی رضا سے منصوبے بنانے والے، امداد کے نام پر قرض دیتے وقت غریب دشمن شرائط منظور کروا کر ہی قرض دیتے ہیں۔ ہمیں سمجھ جانا چاہیے کہ آج کے دور میں شدید مہنگائی ہمارے حکمرانوں کے کرتوتوں کا نتیجہ تو ضرور ہے لیکن اس کے پیچھے سرمایہ دار شامل ہیں جو کہ دنیا میں حقیقی ترقی نہیں چاہتے بلکہ ان کا اصل مقصد بے پناہ منافع کا حصول ہے۔ منافع خوری پر یقین رکھنے والے اس بات سے آگاہ ہوتے ہیں کہ زیادہ منافع اسی صورت میں ممکن ہے جب وہ عوام کا استحصال کریں جس میں سب سے زیادہ مزدور طبقہ شکار ہوتا ہے کیونکہ اس سے کم اجرت پر زیادہ کام لیا جاتا ہے، بیروزگاری کی وجہ سے مزدور کم اجرت پر کام کرنے پر مجبور ہے۔ اگر اسی بات کا گہرائی سے جائزہ لیں تو تمام مسائل و حالات کی کڑیاں آپس میں جڑ جاتی ہیں۔ غور کریں کہ بھوک اور بیروزگاری ہے تو سستا مزدور ملنا آسان ہے، سستا مزدور ملتا ہے تو کم خرچ سے زیادہ منافع ملتا ہے، کم خرچ پر مصنوعات تیار کرکے منڈی میں مہنگے داموں بیچنے سے مہنگائی بڑھتی ہے لیکن منافع میں اضافہ ہوتا ہے اور منافع سرمایہ دار کی جیب میں جاتا ہے۔

غیر منصفانہ پیداواری نظام کے جائزے سے یہ بات آسانی سے سمجھ آتی ہے کہ ترقی کا جو ڈھول پیٹا جارہا ہے دراصل وہ سرمایہ داروں کے بچھائے ہوئے جال ہیں جن سے وہ نت نئے ''ترقی کے منصوبوں'' کے ساتھ عام لوگوں کی زندگیوں سے کھیلتے ہیں۔ کبھی سبز انقلاب کے نام پر روایتی کاشت کاری کو تباہ کیا گیا اور نئے بیجوں کی سیاست کا کھیل کھیلا گیا تو کبھی معاشی ڈھانچوں کو دوبارہ ترتیب دینے (structural adjustment) کے نام پر سرکاری اداروں کو کوڑیوں کے مول بیچ کر عوام کو بیروزگار کیا گیا، آزاد تجارت کا ڈرامہ رچا کر مقامی صنعت کو تباہ کیا گیا، پہلے براؤن اکانومی کے نام پر جھانسہ دیا اور پوری دنیا کے ماحول کو آلودہ کیا اور آج ماحول کو بچانے کے نام پر گرین اکانومی کا سبز گیت سنایا جارہا ہے۔ دراصل اس کی آڑ میں اپنی ہی صنعتوں کو سہارا دے کر غریبوں پر زندگی تنگ کرنے کے نئے سے نئے منصوبے منڈی میں لائے جارہے ہیں۔ اس کشمکش میں پاکستان کسان مزدور تحریک کو مزید متحرک اور پائیدار ترقی کے نعرے کو حقیقت میں بدلنے پر تیزی سے کام کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ یہ فیصلہ مزدور کسان کو کرنا ہے کہ کون سی ترقی پائیدار ہے۔ وہ کون سی راہیں ہیں جن پر چل کر ہماری عوام، ہمارے ماحول، ہماری دھرتی کو نقصان نہیں پہنچے گا۔ پائیدار ترقی پر مبنی صنعت و زراعت منافع خوری کے بجائے مزدور و کسان کے لیے بہتر روزگار، غذائیت سے بھرپور غذا، صاف ماحول اور طبقاتی نظام کے خاتمے کی خوش خبری لائے گی۔

فہرست مضامین:

- سالانہ اجلاس
- صوبائی اجلاس
- یوم مئی
- سیڈ بینک
- پی کے ایم ٹی کی ششماہی سرگرمیاں

پاکستان کسان مزدور تحریک نیوز لیٹر روٹس فار ایکوٹی (Roots for Equity) نے میزریور کے تعاون سے شائع کیا ہے۔

سیکریٹریٹ: اے-1، فرسٹ فلور، بلاک 2، گلشن اقبال، کراچی۔ فون، فیکس: 34813320 21 92+ فیکس: 34813321 21 92+ ای میل: roots@super.net.pk

پی کے ایم ٹی کا پانچواں سالانہ اجلاس

رپورٹ: علی نواز جلبانی

پاکستان کسان مزدور تحریک (پی کے ایم ٹی) کا پانچواں سالانہ اجلاس رینیول سینٹر، لاہور میں 11-10 دسمبر، 2012 کو منعقد ہوا۔ اجلاس کا موضوع ''پائیدار ترقی کی بنیاد عوامی شعور، جدوجہد اور فیصلہ سازی'' تھا۔ اس اجلاس میں چاروں صوبوں سے چھوٹے اور بے زمین کسانوں نے شرکت کی۔ اجلاس کا آغاز ٹیبلو سے کیا گیا جس میں غیر ملکی کمپنیوں کی اجارہ داری کو چھوٹے اور بے زمین کسانوں پر مسلط ہوتے ہوئے دکھایا گیا کہ کس طرح غیرملکی کمپنیاں کسانوں کو خوشحالی کا جھانسہ دے کر ان کے زرعی نظام کو مفلوج کردیتی ہیں۔ پی کے ایم ٹی کے قومی رابطہ کار علی اکبر نے تمام شرکا کو پاکستان کسان مزدور تحریک کے پانچویں سالانہ اجلاس میں خوش آمدید کہتے ہوئے کہا کہ ''آج یہاں نوجوانوں کی بڑی تعداد دیکھ رہا ہوں جس سے میرے یقین کو تقویت ملی ہے کہ یہ نوجوان ہی ہیں جن کا جذبہ جنون ہماری کامیابی میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ ہمیں یقین ہے جب تک سرمایہ داری، سامراجیت اور طبقاتی نظام موجود رہے گا اس وقت تک ظلم ختم نہیں ہوسکتا۔ کارپوریٹ فارمنگ اور آزاد تجارت بڑھ رہی ہے اس سے کارپوریٹ راج مضبوط ہو رہا ہے اور ہم بٹ کر کمزور ہوتے جارہے ہیں۔ ان مسائل کے حل کے لیے ہمیں ٹھوس منصوبہ بندی کی ضرورت ہے۔ ہم بہت طاقتور ہیں، ہمیں اپنے اندر سیاسی سوچ لانی ہے، سیاسی سوچ کے ساتھ ہی ہم کامیاب ہونگے۔ ہمیں مایوسیوں سے نکلنا ہوگا، اس کے لیے منظم ہونے کی ضرورت ہے۔''

پانچویں سالانہ اجلاس کے پہلے دن پانچ سیشن منعقد ہوئے، جن میں مقررین نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ پہلے سیشن کا موضوع پائیدار ترقی تھا۔ اس سیشن میں سب سے پہلے ضلع راجن پور سے پی کے ایم ٹی کے ساتھی چاچا صابر نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ پہلے ہم کمپنیوں کے بیج اور کیمیائی کھادیں استعمال کرتے تھے مگر پی کے ایم ٹی میں شمولیت کے بعد ہم نے کمپنیوں کے بیج اور کیمیائی کھادوں کا استعمال کم کردیا ہے اور اب ہم سمجھتے ہیں کہ زراعت میں پائیدار ترقی وہ ہے جس میں کسان اپنی سوچ میں آزاد ہو اور کمپنیوں کا محتاج نہ ہو۔ اس سیشن سے ڈاکٹر روبینہ سہگل نے پہلی ارتھ سمٹ، جو 20 سال قبل برازیل کے شہر ریو میں منعقد ہوئی تھی، کا حوالہ دیتے ہوئے بتایا کہ 1987 میں ایک تحریر لکھی گئی کہ پائیدار ترقی وہ ہے جس میں ذخائر اس طرح استعمال کیے جائیں کہ موجودہ زمانے کی ضروریات پوری ہونے کے ساتھ ساتھ آنے والی نسلوں کی ضروریات کو بھی پورا کرسکیں۔ ہمارے سماج میں طبقاتی نظام معاشی عدم برابری پر ہے۔ معاشرے کا ایک طبقہ سخت محنت کررہا ہے لیکن اسے خوراک اور دیگر سہولتیں میسر نہیں جبکہ دوسری طرف وہ طبقہ ہے جو محنت نہیں کرتا مگر اس کو نا صرف خوراک وافر مقدار میں میسر ہے بلکہ دنیا کی تمام سہولیات بھی باآسانی حاصل کررہا ہے۔ دنیا کے 80 فیصد وسائل صرف 20 فیصد لوگ استعمال کرتے ہیں۔

پائیدار ترقی پر بات چیت کرتے ہوئے روٹس فار ایکوٹی کی ایگزیکٹو ڈائریکٹر ڈاکٹر عذرا طلعت سعید نے کہا کہ پائیدار ترقی کے چار ستون ہیں۔ جن میں معاشی، سماجی، سیاسی اور ماحولیاتی ستون شامل ہیں۔ اگر اس کا مطلب سمجھنے کی کوشش کریں تو وہ یوں ہے کہ جب ہم اسکول تعمیر کرنے کی بات کرتے ہیں تو یہ سماجی ترقی ہے۔ جب بہتر روزگار کی بات کرتے ہیں یہ معاشی ترقی ہے۔ جب ہم سیاسی شعور کی بات کرتے ہیں تو یہ فیصلہ سازی کے حق پر مبنی ہے یعنی عوام اپنی بہتری کے لیے ترقیاتی منصوبہ بندی میں عملی طور پر حصہ لیں۔ یعنی عوام کا فیصلہ سازی پر مکمل اختیار دراصل سیاسی ترقی ہے۔

پائیدار ترقی اور عورتوں کی مسائل پر بھی سیشن رکھا گیا تھا۔ پدرشاہی نظام میں عورتوں کے حقوق کے بارے میں ٹنڈو محمد خان سے تعلق رکھنے والی تحریکی ساتھی سونی بھیل نے کہا کہ ہم عورتیں مردوں کے بنائے ہوئے پدرشاہی نظام میں جکڑی ہوئی ہیں۔ ایک عورت ہونے کے ناطے اپنے فیصلے خود کرنا تو دور کی بات ہمیں بولنے تک کی آزادی میسر نہیں۔ سرمایہ داری نظام میں عورتوں کے حقوق اور ان کے استحصال پر بات کرتے ہوئے ملتان سے ثمینہ جعفری نے کہا کہ کسان اس بات کو درست مانیں گے کہ عورتیں کھیتوں میں سب سے زیادہ کام کرتی ہیں۔ مردوں نے ایک معیار بنا لیا ہے کہ مشقت والا کام عورتیں کریں گی اور جو خرید وفروخت کا کام ہے وہ مرد کریں گے۔ اگر یہ مان بھی لیں کہ عورتوں کا منڈی جانا مشکل ہے تو بھی یہ کہاں کا انصاف ہے کہ کپاس کی چنائی کا کام صرف عورتوں نے کرنا ہے؟ عورت اور جاگیرداری نظام کے موضوع پر بات چیت کرتے ہوئے گھوٹکی سے ثمینہ ناز نے کہا کہ دیہی معاشرے میں جاگیردار عورتوں کو محض کام کی مشین سمجھتے ہیں، عورتوں کے حقوق کی بات کرنا اس نظام میں بہت بڑا گناہ سمجھا جاتا ہے۔ زمین میں عورت کو حصہ دینے کا

تصور تک نہیں۔ مرد اپنے گھر کو جاگیر سمجھتا ہے اور وہاں عورت کا فیصلہ سازی میں کوئی کردار نہیں ہوتا۔ ان جی او سیمرغ، لاہور کی نیلم حسین نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ پروگرام میں آ کر بات کرنا آسان ہے لیکن ہر ایک اپنے اندر جھانک کر دیکھے کہ وہ عورتوں کے حقوق کو کتنا تسلیم کرتا ہے۔ عورت مسائل میں گھری ہوئی ہے۔ تعلیم، صحت، خوراک میں عورتوں کے ساتھ امتیازی سلوک روا رکھا جاتا ہے۔ جو درد اور سمجھ عورت خود اپنے مسائل کے لیے رکھتی ہے اس کا اندازہ مردوں کے لیے لگانا مشکل ہے۔ جس طرح امیر کو غریب کے مسائل کا علم نہیں ہوتا اسی طرح مردوں کو بھی علم نہیں کہ عورتوں کی تکلیف کیا ہے۔ عورتوں کے حقوق تسلیم کیے بغیر اور عورتوں کی فیصلہ سازی میں شرکت کے بغیر پائیدار ترقی ممکن نہیں۔ چارسدہ سے علی اکبر نے کہا کہ مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ خیبر پختون خواہ سے ایک عورت بھی اس اجلاس میں شریک نہیں ہے، یہ سماجی مسئلہ ہے جسے ہم ایک سیاسی جدوجہد کے ذریعے حل کر سکتے ہیں۔ اس خطے کی تحریکوں میں عورتوں کا ہمیشہ سے اہم کردار رہا ہے جیسا کہ ہشت نگر تحریک، سندھیانی تحریک اور اوکاڑہ میں انجمن مزارئین کی تحریک میں عورتوں کا بہت بڑا حصہ ہے۔ ہمیں اپنی بچیوں کو تعلیم دینی ہے اور انہیں سیاسی عمل میں لانا ہے، جاگیرداری سے ٹکر لینی ہے اور عورتوں کو برابری کا حق دینا ہے۔

اس سیشن میں پاکستان میں عورتوں کے حقوق کی آگاہی کے لیے سوجھلا تھیٹر ٹیم کی طرف سے ''عورت'' کے نام سے ایک ڈرامہ پیش کیا گیا۔ جس میں وڈیرہ شاہی اور پدرشاہی نظام کی عکاسی کی گئی۔

زمین پر قبضہ اور زمینی اصلاحات کے موضوع پر سیشن میں زمین پر اجارہ داری اور چھوٹے کسانوں پر اس کے اثرات کے حوالے سے ٹنڈو محمد خان کی سینت کا کہنا تھا کہ ہم بے زمین ہاری ہیں۔ ہمارے پاس فصل اگانے کے لیے کھیت تو دور کی بات گھر بنانے کے لیے زمین بھی موجود نہیں۔ اب وڈیروں نے اپنی زمین دوسرے ملک کے لوگوں کو ٹھیکے پر دے دی ہے۔ جب غیر ملکی آ کر ہماری زمینیں خریدیں گے اور اس پر فیکٹریاں لگائیں گے تو جو لوگ ان زمینوں پر محنت کر کے اپنا پیٹ پالتے ہیں وہ گزارہ کیسے کریں گے اور کہاں جائیں گے؟

جامعہ کراچی کے طالب علم طارق حسین نے زمین پر اجارہ داری کے خلاف جدوجہد کے تاریخی پس منظر پر بات کرتے ہوئے صوفی شاہ عنایت کی جدوجہد کے بارے میں بتایا کہ آج سے 300 سال قبل ٹھٹھہ کے اس بزرگ نے کسانوں کی خستہ حالی دیکھتے ہوئے جاگیردار اور حکمران طبقے کی طرف سے ہونے والے ظلم کے خلاف آواز اٹھائی۔ انہوں نے سندھ کے کسانوں میں شعور بیدار کیا کہ وہ جس زمین پر کام کرتے ہیں، بیج بوتے ہیں، فصل اگاتے ہیں، ہل چلاتے ہیں اور دن رات مشقت کرتے ہیں، اس زمین پر، اس کی پیداوار پر ان کا حق ہے۔ آج جو نعرہ لگایا جا رہا ہے۔ ''جو بوئے سو کھائے'' یہ صوفی شاہ عنایت نے لگایا تھا۔ اسی جدوجہد کے دوران انہیں شہید کیا گیا۔

ٹرسٹ فار کنزرویشن آف کوسٹل ریسورسز کی زبیدہ بروانی نے شہری ترقی کے منصوبوں کے ذریعے زمین پر اجارہ داری کے موضوع پر بات کرتے ہوئے کہا کہ ترقی کے نام پر نئے شہر بنائے جا رہے ہیں، جس میں آج کل ذوالفقار آباد کا چرچا عام ہے، یہ شہر ٹھٹھہ کی ساحلی پٹی پر آباد کیا جانا ہے اور اس کے لیے 16 لاکھ ایکڑ زمین درکار ہوگی۔ اس ساحلی پٹی پر غریب لوگ آباد ہیں جنہیں ہٹا کر وہاں ایک صنعتی شہر بنایا جائے گا۔ سمندر کے اندر موجود جزیروں پر بھی شہر بنانے کے منصوبے تیار کیے گئے ہیں۔ اس طرح کے منصوبوں سے انسانی آبادی کے ساتھ ساتھ جنگلات اور آبی ذخائر کا خاتمہ ہوگا، جس سے مزید سماجی اور ماحولیاتی مسائل جنم لیں گے۔

روٹس فار ایکوٹی کے ارشاد احمد سومرو نے پاکستان میں زمین پر بیرونی سرمایہ کاری کے اثرات کے موضوع پر بات کرتے ہوئے صوبہ سندھ کے ضلع میرپور خاص میں اس وقت کے صوبائی زراعت کے وزیر علی نواز شاہ کی جانب سے 32 سو ایکڑ زمین ابوظہبی کی کمپنی الدہرا کو دینے کے واقعہ اور اس کے مقامی کسانوں پر ہونے والے اثرات کے بارے میں آگاہ کیا۔ محمد رفیق نے پائیدار ترقی اور زمینی اصلاحات کا پس منظر بیان کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان بننے کے بعد زمینی اصلاحات ہونے چاہیے تھے لیکن حکومت پر جاگیردار طبقے کا اثر رسوخ تھا، وہ زمین کا بٹوارہ کیوں ہونے دیتا۔ پاکستان بننے کے بعد دو بار زرعی زمینیں بانٹی گئیں مگر وہ بہت ہی کم تعداد میں تھیں۔ آج عورتوں کو آٹے میں نمک کے برابر زمینیں دی جا رہی ہیں۔ بہت بڑی آبادی بے زمین ہے اور اب زرعی اراضی غیر ملکی کمپنیوں کو دی جا رہی ہے۔ یہ واضح ہے کہ کسان کی خوشحالی زراعت اور ملک کی خوشحالی ہے اور یہ زمینی اصلاحات کے بغیر ممکن نہیں۔

بیج کی سیاست پر سیشن میں میرپور خاص کے محمد اسماعیل گورچانی نے اپنی آپ بیتی سناتے ہوئے کہا کہ 2011 کی بارشوں کی وجہ سے ان کی فصل تباہ ہوئی۔ اس موقع پر سنجینٹا نامی بین الاقوامی کمپنی نے سورج مکھی کا بیج دیا، اس کی کاشت پر ہزاروں روپے خرچ ہوئے مگر بیج نقلی نکلا۔ گورچانی کا کہنا تھا کہ ''زراعت کا وزیر ہمارے حلقے کا ہے مگر اس نے بھی ایک نہ سنی۔ بیج بنیاد ہے اگر وہ نقلی ہو تو پھر تباہی ہی تباہی ہے۔ مجھے اب سمجھ آ گئی ہے کہ اپنا بیج ہونا ضروری ہے''۔ پائیدار زراعت میں بیج کے کردار پر چارسدہ سے ظاہر اللہ نے کہا کہ جب سے انسانی زندگی کی ابتداء ہوئی اسی وقت سے بیج کی ابتداء ہوئی۔ زندگی اور موت کا تعلق بیج سے جڑا ہے۔ جب تک بیج سے دانہ اور اس دانہ سے رزق نکلتا رہے گا ہم زندہ رہیں گے۔ یہ حقیقت ہے کہ ہمارے پاس اگر اپنا بیج نہیں ہوگا تو ہم شاید زندہ نہ رہ سکیں گے۔ پی کے ایم ٹی کے سیکریٹری ولی حیدر نے بیج کی سیاست پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ سرمایہ دارانہ سوچ کے تحت بیج جیسے انتہائی اہم قدرتی وسیلہ پر قبضہ کے لیے ہائی برڈ بیج متعارف کروایا گیا اور آج جینیاتی بیج مثلاً بی ٹی کپاس عام ہو گیا ہے جس کا مکمل اختیار کمپنیوں کے پاس ہی ہے۔ کسان بیج کے حوالے سے اب ان کمپنیوں کا محتاج ہو گیا ہے، پاکستان کسان مزدور تحریک نے روایتی یعنی دیسی بیجوں کو محفوظ کرنے کا کام شروع کر دیا ہے۔ بیج کی ملکیت اگر ہمارے ہاتھ سے نکل گئی تو ہم خوراک بھی کھو دیں گے۔ پاکستان بھر میں کسان کمپنیوں کے ستائے ہوئے ہیں۔ اس کا حل بیج بچانے کا ہمہ گیر پروگرام ہے۔ جس کے لیے منظم لائحہ عمل ترتیب دینے کی ضرورت ہے۔

پائیدار ترقی اور موسمی تبدیلی کے سیشن میں گھوٹکی کے ماسٹر علی انور نے سندھ میں 2010 کے سیلاب کی تفصیلات بتاتے ہوئے کہا کہ ان کے علاقے کی زمین اور اس پر کھڑی فصل تباہ ہوگئیں۔ سندھ کے راجہ مجیب نے پی کے ایم ٹی اور موسمی انصاف کے موضوع پر بات کرتے ہوئے کہا کہ پہلے اس قدر طوفانی بارشیں نہیں ہوا کرتی تھیں۔ دنیا میں کہیں سونامی، کہیں زلزلہ اور کہیں طوفان آنا اب معمول بن گیا ہے۔ مون سون کا موسم ختم ہونے کے بعد بارشیں شروع ہوتی ہیں۔ اسی کو موسمی تبدیلی کہتے ہیں جو کہ دنیا بھر میں ترقی کے نام پر ہونے والی ماحولیاتی آلوگی کے نتیجے میں رونما ہوئی ہے۔ پی کے ایم ٹی اس طرح کی ترقی کے حق میں نہیں ہے۔ موسمی تبدیلی کے حوالے سے اپنا تجزیہ پیش کرتے ہوئے روٹس فار ایکوٹی کے نوید اقبال نے کہا کہ سامراجی طاقتوں کی صنعتوں سے نکلنے والے دھوئیں کی وجہ سے کاربن گیس کا اخراج بڑھ گیا ہے۔ جس کے نتیجہ میں موسمی تبدیلی رونما ہورہی ہے۔ بار بار سیلاب آنے کی وجہ صنعتی پیداوار ہے۔

اجلاس کا دوسرا دن

اجلاس کے دوسرے دن پنجاب کے ظہور جوئیہ نے تحریک کی سال 2012 کی سرگرمیوں کا تفصیلی جائزہ پیش کیا۔ اس کے بعد ولی حیدر نے پی کے ایم ٹی کا آئین ایوان میں پیش کیا، جس پر ایوان میں تبادلہ خیال ہوا۔ ممبران نے اپنی تجاویز شامل کیں اور پھر ایوان نے اتفاق رائے سے اس مسودہ کو عبوری آئین کے طور پر منظور کرلیا اور فیصلہ کیا گیا کہ آئندہ سالانہ اجلاس کے موقع پر اس کی باقائدہ منظوری لی جائے گی۔ رابطہ کاروں کے چناؤ کے لیے ساتھیوں نے صوبائی گروپس میں متفقہ طور پر ضلعی کوآرڈینیٹرز کا چناؤ کیا اور ہر صوبے نے صوبائی کوآرڈینیٹرز کا چناؤ کیا۔ پھر ایوان نے اگلے دو سال کے لیے راجہ مجیب کو مرکزی کوآرڈینٹر کے طور پر منتخب کیا۔ اجلاس کے آخر میں عبدالخالق کاکڑ نے اختتامی کلمات ادا کیے اور کہا کہ بلوچستان بہت بڑے مسائل کا شکار ہے، دو گروہ حالت جنگ میں ہیں اور اپنے اپنے مفاد کی خاطر بے گناہ لوگوں کا خون بہارہے ہیں، لوگوں کی خوشحالی کے لیے کوئی کوشش نہیں ہورہی ہے۔

اجلاس کے ہر سیشن میں ساتھیوں نے سوالات کے ساتھ ساتھ اپنی آراء بھی پیش کیں۔

پنجاب میں پی کے ایم ٹی کا پہلا صوبائی اجلاس

رپورٹ: ثمینہ جعفری

پاکستان کسان مزدور تحریک (پی کے ایم ٹی) کے قیام سے ہی اس کا سالانہ اجلاس منعقد ہوتا آرہا ہے۔ پچھلی کورگروپ میٹنگ 2012 میں ساتھیوں کے فیصلے کے مطابق ہر صوبے میں سال میں ایک صوبائی اسمبلی منعقد کرنے کا پروگرام طے پایا۔ پی کے ایم ٹی کا پہلا صوبائی اجلاس پنجاب میں 9 اپریل، 2013 کو رضا ہال ملتان میں کسانوں کے مسائل اور مزاحمتی طریقہ کار کے موضوع پر منعقد ہوا۔ پی کے ایم ٹی کے سابق مرکزی کوآرڈینیٹر علی اکبر نے تعارفی کلمات ادا کرتے ہوئے کہا کہ میں پی کے ایم ٹی کے پہلے صوبائی اجلاس میں تمام شرکا کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ انھوں نے بتایا کہ 2008 سے پی کی ایم ٹی کے سالانہ اجلاس کا انعقاد ہورہا ہے تاہم اب صوبائی سطح پر بھی اجلاس کے انعقاد کا آغاز ہوا ہے تاکہ صوبائی سطح پر موثر انداز میں مزدور اور کسانوں کو منظّم کیا جاسکے۔ پی کے ایم ٹی کے نومنتخب مرکزی کوآرڈینیٹر راجہ مجیب نے تحریک کا تفصیلی تعارف کرواتے ہوئے کہا کہ پی کے ایم ٹی ان چھوٹے کسانوں کا اتحاد ہے جو پورے ملک کو اناج پیدا کرکے دیتے ہیں مگر خود بھوکے رہتے ہیں۔ ان کے منہ سے نوالہ چھین لیا جاتا ہے۔ اسی لیے ہم نے اس تحریک کا آغاز کیا ہے، جس میں کسان اکھٹے ہوکر اپنے حقوق کی جنگ لڑیں گے۔ جاگیرداری نظام کے خاتمے اور زمین کو تباہی سے بچانے کی جنگ ہم سب مل کر لڑیں گے۔ فیصل آباد سے شریک ساتھی گرومید سنگھ نے کہا کہ میں پی کے ایم ٹی کے دوستوں سے گزارش کرتا ہوں کہ شمالی پنجاب کے چھوٹے کسان اور مزدور کو بھی اس تحریک کا حصہ بنائیں۔ تحصیل تونسہ، ضلع ڈیرہ غازی خان سے شریک حمید نظامی نے کہا کہ کھاد اور بیج کی درآمد سے ہمارا چھوٹا کسان بدحالی کی طرف بڑھتا چلا جارہا ہے اور بالآخر چھوٹے کسانوں نے بڑے شہروں کا رخ کرنا شروع کردیا ہے۔ جس سے نہ صرف غربت میں اضافہ ہو رہا ہے بلکہ ماحول پر بھی برے اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ پی کے ایم ٹی ملتان کے ساتھی چچا اصغر نے کہا کہ روایتی زراعت پائیدار زراعت تھی، بیلوں سے ہل چلانا، اپنا بیج بونا، زمین میں گوبر ڈالنا، نہ خرچہ نہ بیماری، فصل ساری کی ساری بچ جاتی تھی۔ جدید زراعت کو میں کاشتکاری ہی نہیں مانتا، جو بیج بازار سے لاتا ہے وہ کسان نہیں بیوپاری ہے۔ جاگیردار ہماری فصل تو کھا گیا ہے اب کسان کو کھانا چاہتا ہے۔ جاگیرداری توڑنا مشکل نہیں ہے بس ہمت کرنا ہوگی۔ پی کے ایم ٹی ساہیوال کے ساتھی محمد اسلم نے کہا کہ بٹوارے کے بعد ہندوستان میں ہر کسان کو 18 ایکڑ زمین دی گئی لیکن پاکستان میں انگریز کا نظام ہی چلنے دیا گیا۔ ہم اب اپنی زمین لے کر رہیں گے۔ پی کے ایم ٹی بہاولپور کے ساتھی اکرم ناصر نے کہا کہ ہمیں فرقوں میں بانٹ دیا گیا ہے مگر ہمیں کسان کو یکجا کرنا ہے۔ پی کے ایم ٹی صوبہ خیبر پختون خواہ کے سابق صوبائی کوآرڈینیٹر الطاف حسین نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ 65 سال پہلے ہم ایک قوم، ایک ملک اور زمین مانگ رہے تھے، ملک بھی ملا اور زمین بھی ملی، اب زمین پکار رہی ہے کہ اس کو سنبھالنے والا کہیں سے آئے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ زمین پر حق کسان کا ہے وہی اس کو ٹھیک طریقے سے سنبھال سکتا ہے۔ پی کے ایم ٹی ضلع ملتان کی کوآرڈینٹر ثمینہ جعفری نے کسان عورتوں کے مسائل پر بات کرتے ہوئے کہا کہ آج کل زراعت میں ہر طرف زہر بھرا پڑا ہے جس کی وجہ سے عورتوں کو مختلف بیماریوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ گھر کے کام کے ساتھ ساتھ عورت کھیت مزدوری بھی کرتی لیکن پھر بھی اس کے حق کو تسلیم نہیں کیا جاتا ہے۔ ہمارے معاشرے میں عورت کو زمین میں حصہ ہی نہیں دیا جاتا۔

ڈاکٹر عذار طلعت سعید نے ڈبلیو ٹی او کے دسمبر 2013 میں ہونے والے

نویں وزارتی اجلاس کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ کسانوں کو اپنے دشمن کو پہچاننا ہوگا، ان کا دشمن ڈبلیو ٹی او ہے۔ ڈبلیو ٹی او کے معاہدے ٹرپس اور عالمی زرعی معاہدہ پر بات کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ یہ معاہدے تیسری دنیا کے کسانوں کے لیے انتہائی منفی ہیں۔ ان معاہدوں کے ذریعہ بین الاقوامی کمپنیوں کو ہماری منڈیوں تک رسائی دینے کی راہ ہموار کی گئی ہے۔ ان ہی معاہدوں کے تحت آج ساہیوال میں بیوپاری ہندوستان کا ٹماٹر لاتا ہے اور مقامی کسان کا ٹماٹر نہیں بکتا کیونکہ ہندوستان کا ٹماٹر سستا ہوتا ہے۔ یہ بات ہمیں اپنے کسانوں کو سمجھانی ہے۔ پی کے ایم ٹی پنجاب کے صوبائی کوآرڈینیٹر ظہور جوئیہ نے شرکا کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ ہمارا جذبہ ہی ہمیں اپنی منزل کی طرف لے جائے گا اور ہم کسان اس دھرتی کے اصلی اور قانونی وارث بنیں گے۔

اجلاس میں سوجھلا تھیٹر ٹیم نے چھوٹے کسانوں کے حقوق پر ایک ڈرامہ پیش کیا جس کا مقصد چھوٹے کسانوں کے مسائل کی نشاندہی کے ساتھ ساتھ کھیتی باڑی کے روایتی طریقہ کار کی اہمیت کے بارے میں آگاہی دینا تھا۔ اجلاس کے اختتام پر رضا ہال سے چوک کچہری تک احتجاجی ریلی نکالی گئی جس میں بڑی تعداد میں عورتوں اور مردوں نے شرکت کی۔ شرکا نے جاگیرداری کے خاتمے اور زمین کی مساویانہ اور منصفانہ تقسیم کے حق میں نعرے بھی لگائے۔

خیبر پختونخواہ میں پی کے ایم ٹی کا پہلا صوبائی اجلاس

رپورٹ: آصف خان

''کسانوں کے مسائل اور مزاحمتی طریقہ کار'' کے عنوان سے مورخہ 9 جون، 2013 کو ہری پور میں پی کے ایم ٹی صوبہ پختون خواہ کی پہلی صوبائی اسمبلی منعقد ہوئی۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض پی کے ایم ٹی کے ساتھی محمد رفیق نے ادا کیے۔ انہوں نے ابتدائی کلمات کے لیے پی کے ایم ٹی کے سابق صوبائی کوآرڈینیٹر الطاف حسین کو دعوت دی۔ الطاف حسین نے تمام ساتھیوں کو خوش آمدید کہتے ہوئے کہا کہ پی کے ایم ٹی صوبہ خیبر پختون خواہ کے ساتھیوں نے پہلی صوبائی اسمبلی کا انعقاد کرکے تاریخ رقم کی ہے۔ کسان مزدور محنت کرتا ہے، فصل اگاتا ہے، پوری دنیا کے لیے خوراک پیدا کرتا ہے لیکن وہ خود پریشانیوں میں گھرا ہے، اس کی قسمت بدلنے کا پروگرام پی کے ایم ٹی کی جدوجہد ہے۔

پی کے ایم ٹی کے مرکزی کوآرڈینیٹر راجہ مجیب نے پی کے ایم ٹی کا تفصیلی تعارف پیش کیا اور کہا کہ کسان کی خومختاری اور جاگیردارانہ نظام کا خاتمہ، ماحول کا تحفظ، عورتوں کو برابر کے حقوق، پائیدار زراعت پی کے ایم ٹی کی جدوجہد کے بنیادی نکات ہیں۔ ہم کسی کے منہ سے نوالہ چھیننے کی بات نہیں کرتے لیکن یہ کہاں کا انصاف ہے کہ جو اگائے اس کے بچے بھوکے ہوں اور دنیا عیش کرے، یہ حق کے حصول کی جدوجہد ہے، اس لڑائی کو کسانوں نے خود لڑنا ہے۔

پروگرام کے مطابق صوبہ بھر کے ضلعی کوآرڈینیٹرز نے اپنے اپنے ضلع کی چھ ماہ کی سرگرمیوں کی رپورٹ ایوان میں پیش کی، جس میں بتایا گیا کہ کسان آگہی پروگرام، اپنا بیج بچاؤ مہم، ضلعی اجلاس و دیگر سرگرمیاں سرانجام دی جارہی ہیں۔ کسانوں کی صورتحال بہتر نہیں ہے، اس وقت جو کاشت کاری ہورہی ہے اس میں خرچہ زیادہ اور آمدن کم ہے۔ جس کہ وجہ سے زیادہ تر کسان کاشت کاری چھوڑ کر یومیہ مزدوری کرنے پر مجبور ہیں۔ کسانوں کواس صورتحال سے نکالنا ہمارا فرض ہے۔ ہم یقین رکھتے

زمیندار کا ظلم ... ایک بے زمین کسان کی آپ بیتی

کسانوں کا استحصال کر کے منافع خوری کرنا اور اپنی جھوٹی شان کو قائم رکھنا، کسان کو فصل میں پورا حصہ نہ دینا، اخراجات کو بڑھا کر لکھنا اور کم اجرت وفصل کی کم قیمت لگانا تو عام سننے میں آتا ہے مگر پوری کی پوری اجرت ہڑپ کرنے کے قصے کم سننے میں آتے ہیں۔ ایسا ہی ایک واقعہ صوبہ خیبر پختون خواہ ضلع ہری پور میں کوٹ نجیب اللہ کے رہنے والے گلفراز نامی کسان مزدور کے ساتھ پیش آیا۔ گلفراز گذر بسر کرنے کے لیے محنت مزدوری کرتا ہے۔ گندم کی کٹائی کے دنوں میں وہ اپنے پورے خاندان کے ساتھ مل کر مزدوری کرتا ہے۔ اس طرح کے کام کے عوض اسے اپنے گھرانے کے استعمال کے لیے گندم حاصل ہوتی ہے۔

انہی دنوں میں اس علاقے کے ایک زمیندار نے اسے مزدوری پر اپنی کھڑی گندم کی کٹائی کے لیے کہا اور بات چیت میں طے پایا کہ زمیندار کٹائی کے بدلے میں فصل کا پندرہواں حصہ گلفراز کو دے گا۔ گلفراز نے خاندان کے 15 لوگوں کے ساتھ ملکر کٹائی شروع کی اور بڑی تیزی کے ساتھ کام کیا تا کہ وہ جلد سے جلد اس کام کو پورا کر کے کسی اور جگہ مزدوری کرسکے، تیز دھوپ اور سخت گرمی میں ان لوگوں نے بڑی محنت اور لگن سے کام جاری رکھا۔ وہ اپنا کام پوری ایمانداری سے کررہے تھے اور پر امید تھے کہ کام پورا ہوتے ہی ان کی محنت کا صلہ انہیں مل جائے گا اور ان کے گھر میں بھی اپنے اور اپنے بچوں کے پیٹ پالنے کے لیے گندم آجائے گی۔ 90 فیصد کٹائی مکمل ہونے پر زمیندار اپنی دی ہوئی زبان سے مکر گیا۔ اس نے کہا کہ اب وہ ان کو فصل کا پندرہواں حصہ نہیں دے گا بلکہ طے شدہ بات سے کم دے گا۔ زمیندار کا کہنا تھا کہ یہ کام تو کم تھا تب ہی تو آپ لوگوں نے اتنی جلدی کرلیا ہے اس لیے مزدوری بھی کم بنتی ہے۔ گلفراز نے زمیندار سے اصرار کیا کہ کٹائی سے پہلے جو طے پایا تھا وہ اس پر قائم رہے اور فصل کا پندرہواں حصہ انہیں دے، اگر گندم نہیں دینی تو حصے کے حساب سے انہیں آٹھ ہزار روپے ادا کرے۔

زمیندار نے گلفراز کو کٹائی سے روک دیا مجبور گلفراز کو اپنے لوگوں کے ساتھ کہیں اور کام کرنے لگا، زمیندار نے باقی 10 فیصد کٹائی کسی اور سے کروالی اور گلفراز کو کسی قسم کی مزدوری ادا کرنے سے مکمل انکار کردیا۔ گلفراز علاقہ مکینوں، بااثر لوگوں اور پولیس کے پاس گیا اور اپنا حق حاصل کرنے کے لیے مدد مانگی لیکن کسی نے بھی اس کی مدد نہیں کی۔ گلفراز اب بھی لوگوں کے پاس جاتا ہے اور منت سماجت کرتا ہے لیکن مسئلہ اب بھی وہیں کا وہیں ہے۔

ہیں اس کام کے نتیجے میں کسان متحرک ہونگے اور پنے حقوق کی جدوجہد میں شامل ہونگے۔

پی کے ایم ٹی خیبر پختون خواہ کے صوبائی کوآرڈینیٹر طارق محمود نے صوبائی رپورٹ پیش کی اور اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ وہ پورے صوبے کے ساتھیوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں، جنھوں نے اس پروگرام کو منعقد کرنے میں اپنا کردار ادا کیا۔ انہوں نے بتایا کہ صوبے میں مختلف سرگرمیاں سرانجام دی جارہی ہیں جو ضلعی کوآرڈینیٹرز نے بیان کی ہیں اور انہیں خوشی ہے کہ پروگرام کے مطابق ساتھی محنت کررہے ہیں، اسی طرح جدوجہد جاری رہی تو کامیابی یقینی ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ہمیں افسوس ہے کہ ملک کی بڑی بڑی پارٹیوں کے منشور میں کسانوں کے حقوق کے حوالے کوئی واضح پالیسی نہیں ہے۔ آبادی کے لحاظ سے کسان اکثریت میں ہیں لیکن ایک اقلیتی آبادی ملک پر حکومت کرتی ہے۔ کسانوں کی آبادی زیادہ ہے لہذا ان کی آبادی کے تناسب سے قومی وصوبائی اسمبلیوں میں کسانوں کے لیے نشتیں مختص کی جانی چاہئیں۔

پائیدار زراعت پر عملی طور پر کام کرنے والے چارسدہ کے کسان ناصر خان نے اپنے تجربات بیان کرتے ہوئے کہا کہ وہ ایسے لوگوں کو کسان نہیں مانتے جو کہ بیج بازار سے خریدتے ہیں، کسان کے پاس بیج اپنا ہوتا ہے۔ ان کے پاس ہر طرح کی سبزیوں کے بیج موجود ہیں، وہ سورج مکھی کاشت کرتے ہیں اور اس کا تیل سال بھر کے لیے گھر میں استعمال کرتے ہیں۔ یوریا، ڈی اے پی اور زرعی زہر اپنے کھیتوں میں استعمال نہیں کرتے بلکہ گوبر کا استعمال کرتے ہیں اور مشینری کے بجائے ہاتھوں سے کاشت کاری کرتے ہیں۔ ناصر خان کا کہنا تھا کہ ''وہ فصل لگاتا ہوں جو میری روزمرہ کی زندگی کے لیے ضروری ہے، نہ قرضہ نہ پریشانی اور فصل دوسروں سے بہت اچھی ہوتی ہے''۔

عالمی تجارتی تنظیم (ڈبلیوٹی او) پر بات کرتے ہوئے ڈاکٹر عذرا طلعت سعید نے کہا کہ اس ادارے کا قیام 1995 میں ہوا۔ پاکستان نے اس پر دستخط کرکے اس کے تمام معاہدوں کو تسلیم کیا ہے اور اس کے تمام معاہدوں پر عمل درآمد کرانے کا پابند ہے۔ ان معاہدوں میں ایسے معاہدے بھی ہیں جو کسانوں کی زندگیوں سے جڑے ہوئے ہیں۔ فرنگیوں سے آزادی لینے کے بعد ایک نئے دور کا آغاز ہوا لیکن پہلی دنیا کے ممالک کسی بھی حال میں ہمارا پیچھا چھوڑنے کو تیار نہیں ہیں۔ انہوں نے پسماندہ ملکوں کو اپنے شکنجے میں جکڑ کر رکھنے کے لیے ڈبلیو ٹی او بنایا ہے، جس کا مقصد آزاد منڈی اور آزاد تجارت کا فروغ ہے۔ حتیٰ کہ کسان بیج بھی مارکیٹ سے خریدنے پر مجبور ہے۔ ڈبلیوٹی او کا مقصد کسان کو منڈی کا محتاج بنانا ہے، آج ملک میں جو مہنگائی کا طوفان آیا ہوا ہے اس کی وجہ آزاد تجارت ہے جو کہ ڈبلیواو ٹی او کا اہم مقصد ہے۔ ڈبلیو ٹی او کے مطابق حکومتیں کسانوں کی مدد نہیں کریں گی، انہیں مراعات نہیں دیں گی، یہی وجہ ہے کہ ڈی اے پی کی جو بوری 500 روپے میں ملتی تھی وہ آج 4500 روپے میں ملتی ہے۔ کسانوں نے اپنا منشور بنانا ہے جو ملکی اور غیر ملکی سطح پر ہونے والی کسان دشمن پالیسیوں کو رد کرتا ہو۔

پی کے ایم ٹی کے سابق مرکزی کوآرڈینیٹر علی اکبر نے اختتامی کلمات ادا کرتے ہوئے ساتھیوں کو پروگرام کی کامیابی پر مبارکباد پیش کی اور کہا کہ یہ جدوجہد کا آغاز ہے، ان چھوٹی چھوٹی سرگرمیوں سے بڑا اثر پڑے گا۔ ایک دن ایک بڑا قافلہ اس راہ پر گامزن ہوگا، ہمیں یہ نہیں سوچنا چاہیے کہ ہماری تعداد کم ہے، ہم تھوڑے ہی سہی لیکن ہماری راہ حق کی ہے، سچ کی ہے، ہم پرامید ہیں اور ہمارے ارادے پختہ ہیں۔ نوجوان ہمارے ساتھ ہیں، یہ تبدیلی لائیں گے۔ ہماری آنے والی نسلیں اس کا فائدہ اٹھائیں گی۔

پروگرام میں گلفراز نامی کسان نے ایک زمیندار کی طرف سے کی گئی ناانصافیوں کی داستان پیش کی۔ زمیندار نے گلفراز کھیت میں کام کروایا لیکن اسے معاوضہ نہیں دیا۔ اس واقعے کو اوپری باکس میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ پروگرام میں ہری پور کے ساتھی کالا خان نے مختلف زبانوں میں لوک گیت بھی سنائے۔

یوم مئی عالمی یوم مزدور

یکم مئی 2013 کو ہری پور، خیبر پختون خواہ میں پاکستان کسان مزدور تحریک نے یوم مئی کے حوالے سے دنیا کے مزدوروں اور کسانوں کے حقوق کے لیے ریلی نکالی۔ اس ریلی میں ضلع ہری پور میں پاکستان کسان مزدور تحریک کے تمام ساتھیوں اور مزدوروں اور کسان مرد وخواتین نے شرکت کی۔ شرکا نے بینرز، پلے کارڈ اٹھا رکھے تھے جن پر مزدوروں اور کسانوں کے حقوق کے نعرے درج تھے۔ پوری دنیا کے مزدور وکسان اس وقت بہت بری حالت میں ہیں۔ مزدوروں اور کسانوں کو ان کی محنت کا بہت کم معاوضہ دیا جاتا ہے جبکہ مشقت بہت زیادہ لی جاتی ہے اور طے شدہ وقت سے زیادہ کام لیا جاتا ہے۔ مزدور کی کوئی بیمہ پالیسی نہیں ہے اور نہ ہی سوشل سیکورٹی کی سہولت ہے۔ کارخانوں اور دیگر کام کرنے کی جگہوں پر مزدوروں کی نوکری کو کوئی تحفظ نہیں ہے۔ سرکاری نوکری کو ختم کیا جارہا ہے۔ تمام ادارے نجی شعبے کو دیے جارہے ہیں۔ یہ نجی ادارے مزدور قوانین میں درج مراعات ختم یا کم کررہے ہیں خاص طور پر مزدور

عورتوں کو کم معاوضہ دے کر زیادہ کام لیا جاتا ہے اور کام کی جگہ پر جنسی طور پر ہراساں بھی کیا جاتا ہے۔ مزدور کے ساتھ ان سب زیادتیوں کا فائدہ ایک خاص طبقہ اٹھا رہا ہے اور وہ ہے سرمایہ دار اور جاگیرار۔ ٹریڈ یونین کا خاتمہ کر دیا گیا ہے تاکہ مزدور ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا ہو کر اپنے حقوق نہ مانگ سکیں۔ عالمی سطح پر ایسی پالیسیاں بنائی جا رہی ہیں جو سرمایہ دار اور جاگیردار کو فائدہ پہنچائیں اور مزدور کے لیے استحصال کا باعث بنیں۔ پالیسیاں بنانے والے خود سرمایہ دار ہیں اور سرمایہ دار کا اس وقت دنیا میں فیصلہ سازی پر مکمل اختیار ہے۔ مزدور و کسان کی ان فیصلہ ساز اداروں تک رسائی ناممکن ہے۔ اس پیداواری نظام کی کارستانی ہے کہ دنیا کی کثیر آبادی کو فیصلہ سازی سے دور رکھا گیا ہے۔ یہ کیسی جمہوریت ہے؟ اسی لیے پاکستان کسان مزدور تحریک ضلع ہری پور نے پاکستان اور دنیا بھر کے مزدوروں اور کسانوں کے ساتھ ہونے والے اس ظلم کے خلاف ضلع ہری پور میں ایک کامیاب ریلی نکالی۔ پاکستان کسان مزدور تحریک جو چھوٹے اور بے زمین کسان مزدوروں کی نمائندہ تنظیم ہے اس میں شامل ہو کر ہم اس ظلم کے خلاف شدید مزاحمت کرنے کا فیصلہ کرتے ہیں۔

سیڈ بینک

رپورٹ: نوید احمد

سیڈ بینک کا قیام روٹس فار ایکوٹی کی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ 2011 میں پہلی بار ماتلی، سندھ کے مقام پر چاول اور گندم کے مختلف بیج بوئے گئے۔ موسم کے مطابقت رکھنے والے کچھ بیج کامیاب ہوئے۔ پہلے کسان اپنا بیج خود رکھتے تھے۔ سبز انقلاب نے نئے بیجوں کو متعارف کروایا جس سے بے شمار قیمتی روایتی بیج ختم ہو گئے۔ سبز انقلاب کے متعارف کردہ چاول کے بیج کے فروغ اور تحقیقی کام کے لیے ایک ادارہ انٹرنیشنل رائس ریسرچ انسٹی ٹیوٹ (IRRI) راک فیلر اور فورڈ فاؤنڈیشن کے تعاون سے فلپائن میں 1960 میں قائم کیا گیا۔

فلپائن میں جب چاول کا دیسی بیج ختم ہونے لگا تو اس کے خلاف 1985 میں ماسی پاگ نامی ادارہ کا قیام عمل میں لایا گیا جس میں کسانوں اور سائنسدانوں نے مل کر کام شروع کیا۔ ماسی پاگ کا مقصد تھا کہ کسان کے علم کو محفوظ کر لیا جائے اور اس کو استعمال کرتے ہوئے دیسی بیجوں کو فروغ دیا جائے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے ماسی پاگ نے زمین لی اس پر کسانوں کے ساتھ مل کر روایتی زراعت کو فروغ دیتے ہوئے، بیج بچانے کی مہم کو شروع کیا۔ ماسی پاگ جو کہ عوامی تنظیموں، سائنسدانوں اور کسانوں کے اشتراک پر مبنی ہے، نے پہلے کھیت میں تجربے کے طور پر کام کیا اس کے بعد کسانوں کے گروہوں میں بیج مفت تقسیم کیے اور آج بھی کرتے ہیں۔ روٹس فار ایکوٹی کو ماسی پاگ سے آٹھ قسم کے بیج تحفے کے طور پر ملے اور سندھ سے کچھ کسانوں سے چاول کا روایتی دیسی بیج بھی حاصل ہوا۔ مجموعی طور پر روٹس فار ایکوٹی کے چاول کے پاس بیج کی 12 اقسام جمع ہوگئی ہیں۔ اس وقت پاکستان کسان مزدور تحریک کے ساتھی اور روٹس فار ایکوٹی ملک بھر میں روایتی بیج کی تلاش میں مصروف ہیں۔

پاکستان کسان مزدور تحریک کے کسانوں نے دیسی بیج رضا کارانہ طور پر اپنے اپنے علاقوں میں کاشت کرنا شروع کر دیے ہیں۔ جس میں صوبہ سندھ میں بدین، سکھر، شکارپور، گھوٹکی، خیرپور اور پنجاب میں ملتان، راجن پور، ساہیوال شامل ہیں۔ اس طرح خیبر پختون خواہ کے ضلع چارسدہ میں روایتی بیج لگائے جا رہے ہیں۔ روٹس فار ایکوٹی کے سیڈ بینک سے 2012 میں چاول کی کٹائی کے بعد گندم کاشت کی گئی جس کی کٹائی 3 اپریل 2013 کو ہوئی۔ تفصیلات مندرجہ ذیل جدول میں موجود ہیں۔

جدول

نمبر	قسم	پیداوار 2012	پیداوار 2013
1	سندھی ٹھوڑی	115 gm	1150gm
2	سندھی ٹھوڑی	3 kg	1350gm
3	سندھی ٹھوڑی	2 kg	350gm
4	آبادگار 93	800 gm	300 gm
5	TD-1	1100 gm	1200gm
6	مومل 2012	700 gm	850 gm
7	بے نظیر	650 gm	400 gm
8	امداد 25	880 gm	1350gm
9	SKD-1	800 gm	1100gm
10	SKD-1	800 gm	1150gm
11	انمول 91	700 gm	450 gm
12	مکھن	26 kg	40.750kg
13	ریوو	2 kg	1200 gm
	کل کلوگرام	39.545 kg	51.600 kg

دیسی بیج کو بچانے اور پھیلانے کا یہ کام تجرباتی طور پر ہو رہا ہے۔ اس مرتبہ 2013 میں گندم کے بیجوں کی مقدار میں اضافہ نہ ہو سکا۔ سمجھ میں یہ آیا کہ یہ زمین گرم اور سیم و تھور والی ہے جو کہ چاول کے لیے مناسب ہے اور گندم کے لیے نہیں۔ اس طرح گندم

کے کئی بیج ضائع ہوگئے۔ مئی 2013 میں چاول کاشت کیا گیا جس کی تفصیلات اگلے نیوز لیٹر (جولائی تا دسمبر) میں شامل کی جائیں گی۔ ماسی پاگ کے کسان ماہرین کا کہنا ہے ہائی برِیڈ بیج بھی اگر متواتر پانچ سال بویا جائے تو اس کے بعد وہ مقامی حالات سے ہم آہنگ ہو جاتا ہے۔ مگر کیمیائی کھادوں اور ادویات کا استعمال ہرگز نہیں ہونا چاہیے۔ بطور کھاد صرف گوبر، گھاس پھوس، درختوں کے پتے وغیرہ کا استعمال کیا جانا چاہیے۔

اس سال چاول کی 12 روایتی اقسام روٹس فار ایکوٹی کے سیڈ بینک میں کاشت کی گئی ہیں۔ بیجوں کو بڑھانے کے لیے سندھ میں چاول کی کاشت کے علاقوں میں کسانوں میں چاول کے بیج تقسیم کیے گئے۔ گھوٹکی میں 52 ، بدین میں 4، سکھر اور شکارپور میں 17 کسانوں کو یہ بیج بھیج دیے گئے ہیں۔ بیج بچاؤ مہم کے دوران گھوٹکی اور شکارپور کے 23 نئے کسانوں نے بیج مانگا جو کہ ان کو دیا گیا۔ صوبہ پنجاب میں صوبائی اسمبلی میں آنے والے شرکا میں سے 23 کسانوں نے بیج لگانے کی پیش کش کی تو انہیں بھی بیج دیا گیا۔ اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں 118 کسانوں نے صوبہ پنجاب اور سندھ میں روایتی چاول کی کاشت تجرباتی طور پر کرنا شروع کردی ہے۔ یہ کاشت کیمیائی کھادوں اور زہریلی ادویات سے پاک ہوگی۔ چاول کی بیج کی کئی اقسام مثلاً کوڈ نمبر 1 سے 12 تک کسانوں نے اپنی مرضی کے مطابق لیں۔

پی کے ایم ٹی کی ششماہی سرگرمیاں جنوری تا جون، 2013

پاکستان کسان مزدور تحریک اس بات سے آگاہ ہے کہ پاکستان کے کسانوں کی موجودہ صورتحال ٹھیک نہیں ہے، کسان غریب سے غریب ہوتا جارہا ہے اور بے شمار مسائل کا شکار ہے۔ کسان کے ساتھ جو ہورہا ہے وہ ایک گہری سازش ہے جس کو دنیا کے طاقتور سرمایہ داروں نے تیار کیا ہے۔ اپنی روزمرہ کی زندگی میں مصروف سادہ لوح کسان کو کیا پتا کہ زیادہ پیداوار اور خوشحالی کے باتیں محض ایک خواب بن کررہ جائیں گی، زمین اور فصل میں اپنے ہاتھوں سے زہر ملانے سے کسان اپنے روایتی اور صحت مند بیجوں کو گنوا بیٹھے گا۔ وہ کسان ہے لیکن بے زمین کیوں ہے؟ وہ کسان ہے لیکن بیج منڈی سے خریدنے پر مجبور کیوں ہے؟ وہ بیمار ہوتا ہے تو بہتر علاج کیوں نہیں حاصل کرسکتا؟ اس طرح کے کئی سوالوں کو سامنے رکھ کر پی کے ایم ٹی کسانوں کو سیاسی آگاہی دیتا ہے، اس سلسلے میں پورے ملک میں سرگرمیاں سرانجام دی جاتی ہیں۔ جنوری تا جون، 2013 میں جو سرگرمیاں سرنجام دی گئیں ان کا خلاصہ پیش ہے۔

اپنا بیج بچاؤ مہم

اس مہم کے تحت کسانوں سے روایتی کھیتی باڑی کے بارے میں بات چیت کی جاتی ہے اور یہ جاننے کی کوشش کی جاتی ہے کہ کون سے ایسے کسان ہیں جو کہ اب بھی روایتی کاشت کاری کرتے ہیں۔ روایتی کاشت کاری اور موجودہ کاشت کاری کے فرق کو کس طرح بیان کرتے ہیں؟ اس طرح کی بات چیت کے دوران کسان کو احساس ہوتا ہے کہ وہ کمپنیوں کی باتوں میں آکر اپنی زندگی کو عذاب بنا بیٹھا ہے۔ اس مہم کے سلسلے میں خیبر پختون، سندھ اور پنجاب کے کسانوں کے ساتھ بات چیت کی گئی۔

عوامی آگہی پروگرام

مختلف دیہاتوں سے کسی ایک گاؤں میں منتخب کردہ 30 لوگوں کے ساتھ ایک تربیتی پروگرام چلایا جاتا ہے جس کو عوامی آگہی کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اس پروگرام کو چھ موضوعات میں تقسیم کیا گیا ہے ایک دن میں کسی ایک موضوع پر بات چیت کی جاتی ہے اس طرح سندھ، پنجاب اور خیبر پختون خواہ کے کئی اضلاع میں عوامی آگہی کے پروگرام منعقد کیے گئے۔

سیاسی آگہی پروگرام

کسانوں کے لیے یہ ایک سیاسی تربیتی پروگرام ہے جس میں کسانوں سے جڑے مسائل کو سمجھنے اور کسانوں کے ساتھ بات چیت کو بڑھانے کے حوالے سے صوبے بھر سے منتخب کسان کارکنوں کی تربیت کی جاتی ہے، اس تربیت میں کسانوں کو درپیش مختلف مسائل اور ان کی وجوہات پر تفصیلی تبادلہ خیال کرتے ہوئے اس سلسلے میں پچھلے چھ ماہ میں پنجاب اور خیبر پختون خواہ میں پروگرام منعقد ہوئے۔

ایف ایم ریڈیو پروگرام

کسانوں کے مسائل اور ان مسائل کی وجوہات کو جاننے اور کسانوں تک معلومات پہنچانے کے مقصد سے ریڈیو پروگرام منعقد کیا جاتا ہے، اس سلسلے میں اس ششماہی میں گھوٹکی ریڈیو ایف ایم 91 پر آٹھ پروگرام نشر کیے گئے۔ ہر پروگرام کا دورانیہ آدھا گھنٹہ ہوتا ہے جس میں مختلف سیاسی وسماجی کارکن کسان مسائل سے جڑے موضوعات پر اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں۔